۷۸۶

حرف نقش سپرد در بدن ✽ گرچہ گفتارش بود دو زبان

الحمد للہ والمنتہ

کہ درین زمان سعادت اقتران نسخہ لاجواب مسمی بہ

اندر سبھا امانت

معہ

مداری لال

جس کو

شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب و پبلشرز بازار کشمیری لاہور

نے

اپنے علمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام میاں فیروز الدین پرنٹر چھپا یا۔ اور

کشمیری بازار لاہور سے شایع کیا

قیمت [illegible] آنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبھا میں دوستو اندر کی آمد آمد ہے
پری جمالوں کے افسر کی آمد آمد ہے

خوشی سے چہچہے لازم ہیں صورتِ بلبل
اب اس چمن میں گل تر کی آمد آمد ہے

فروغ حسن سے ہونگے خواب گہ روشن
زمیں پہ مہر منور کی آمد آمد ہے

دو زانو بیٹھو قرینے کیساتھ محفل میں
پری کے دیو کی لشکر میں آمد آمد ہے

زمیں پہ آئینگی راجہ کیساتھ سب پریاں
ستارو نکلے مہ انور کی آمد آمد ہے

غضب کا گانا ہے اور ناچ ہے قیامت کا
بہار فتنہ محشر کی آمد آمد ہے

بیان راجہ کی آمد کا کیا کروں استاد
جگر کے جان کی دلبر کی آمد آمد ہے

چوبولہ اپنے حسب حال زبانی راجہ اندر کے

جواب شہزادہ

وزیرزادہ

شہزادہ

وزیرزادہ

شہزادہ

راجہ ہوں میں قوم کا اندر میرا نام
بن پریوں کی دید کے مجھے نہیں آرام

سنو پری بن دیکھے دل کو نہیں قرار
جلدی میرے واسطے سبھا کرو تیار

تخت بچھاؤ گھمکا جلدی سے ہر آن
مجھکو ہے پھر بیٹھنا محفل کے درمیان

میرا سنگلدیپ میں ملکوں ملکوں راج
جی میرا ہے چاہتا جلسہ دیکھوں آج

لاؤ پریوں کو میرے جلدی جا کر یاں
باری باری آن کر مجرا کرو بیاں

آمد پکھراج پری کی بیچ سبھا کے

محفل راجہ میں پکھراج پری آتی ہے
سامنے معشوقوں کے سرتاج پری آتی ہے

جس کا سایہ کبھی خواب میں دیکھا ہوگا
آدمی زاد و نہیں وہ آج پری آتی ہے

وزیرزادہ

شہزادہ

وزیرزادہ

شہزادہ

وزیرزادہ
اب اس میں کیا ہے دخل واللہ کوئی دم نہ تھم[illegible]
کریگا جو کچھ کہ کردگار ریگا [illegible]

شہزادہ
صبح وقت ہی کر کے اک وہم نہ[illegible]
کرو زیادہ تشتابی یہ کار و بار ریگا

وزیرزادہ
سفر کا سامان ہے تیار بہت بیداری کمال
فقط ہے شاہ کی رخصت کا انتظار[illegible]

شہزادہ
بس ابھی سے دل میں ہے بیداری کمال
کدا ہو کسی جنگل میں سوار ابھی

دولت حسن سے ہو جائیگا عالم معمور	گرے اس بزم میں پکھراج پری آتی ہے
رنگ ہو زرد حسینوں کا نہ کیونکر اُستاد	غل ہے محفل میں کہ پکھراج پری آتی ہے

شعر خوانی اپنے حسب حال زبانی پکھراج پری کی

گاتی ہوں میں اور ناچ سدا کام ہے میرا	آفاق میں پکھراج پری نام ہے میرا
پھندے سے مکر کوئی نکلنے نہیں پاتا	اس گلشن عالم میں بچھا دام ہے میرا
میں لاکھوں کی دو لاکھ کی پرواہ نہیں کرتی	قارون کا خزانہ اجی انعام ہے میرا
کہتے ہیں جو انہیں جسے نشان گل و بلبل	پیرُخ ہے وہ گیسوئے سیاہ شام ہے میرا
بدمست مجھے دیکھکے ہوتی ہے خدائی	معمور ہے حسن سے کیا جام ہے میرا
کرتی ہوں دل و جان سے میں جہ کی پرستش	کہتے ہیں جسے کفر وہ اسلام ہے میرا
اللہ نے بخشا ہے مجھے رتبۂ عالی	گردوں جسے سب کہتے ہیں وہ بام ہے میرا
انساں کی شرارت سے میرا بس نہیں چلتا	دل لیکے مکر جانا سدا کام ہے میرا
اُستاد کو دیتی ہوں دعائیں دل و جاں سے	یہ کام جہاں میں سحر و شام ہے میرا

چھند زبانی پکھراج پری کے بیچ سبھا کے

راجہ اندر دیس میں رہیں الٰہی شاد	جو مجھ سی ناچیز کو کیا سبھا میں یاد
کیا سبھا میں یاد مجھے راجہ نے آج	دولت مال خزانہ کی کب میں ہوں محتاج

اندر سبھا

شہزادہ
[illegible] رخصت لینا اپنے پدر سے

واسطے شکار کے

کہنا باپ سے وزیرزادہ کا اپنے پدر کا

[illegible]

جواب دینا بادشاہ کا شہزادہ کو

[illegible]

جواب شہزادہ

[illegible]

جواب پکھراج شہزادہ

جگ میں بات اُستاد کی بنی رہے جہاں	ہیرا اپنا چاہے تخت نہ مجھ کو تاج

ٹھمری زبانی پکھراج پری کے بیچ سبھا کے

آئی ہوں سبھا میں چھپا تڈ کے گھر
پھیری ہوں تیری راجہ اندر!
سونے کا براجے سیس مکٹ!
چاروں کونوں پر لعل لٹیں
سایہ رہے پیر و پیمبر کا
استاد کہو ہر سمے ہر دم!

کاہو کی نہیں ہے مجھے آج کھبر
رکھنا دن رین دیا کی نجر
روپے کے تخت پر بیٹھ نہ ڈر
داتا کا کرم رہے آٹھ پہر
مولا کی سدا رہے نیک نجر
دنیا میں رہیں عجرت اکھتر

بسنت زبانی پکھراج پری بیچ دربار کے فصل بہار میں

رت آئی بسنت جب بہار
چٹکی کسم پھولے لاکھی سرسوں
ہرے دوارے مالی کا چھورا!
ٹیسو پھولے انبا بورانے!

کھلے جرد پھول پروں کی ڈار
پھیکت چات گیندن کے ہار
گرد اڑات گیندن سے مار
چینبا کے روکھ کلیں کی بار

گرد اپنے استاد کے دوارے
چلو سب سیکھیں کر کر سنگار

غزل بسنت زبانی پکھراج پری بہ فصل بہار

ہے جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی
پوشاک جو پہنے ہے میرا یار بسنتی

کیا فصل بہاری میں شگوفہ ہیں کھلائے
معشوق ہیں پھرتے سر بازار بسنتی

گیندا ہے کھلا باغ میں میدان میں سرسوں
صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی

مخمل کا نہیں رت میں لا زرد نہیں میاں
پہنے ہے قبا یار کی دستار بسنتی

ہوں غم سے میں زرد جو تو قتل کریگا
خوں نکلیگا اے قاتل خونخوار بسنتی

اس رشک مسیحا کا جو ہو جائے اشارہ
آنکھوں سے ہے نرگس بیمار بسنتی

غم کھا کے موا ہوں میں کسی زرد قبا پر
ہے قبر کی چادر بھی دستار بسنتی

گیندوں کے درختوں میں نمایاں نہیں گیندے
ہر شاخ کے دلبر ہے یہ دستار بسنتی

منہ زرد دوپٹہ کے نہ آنچل سے چھپاؤ
ہو جائے نہ رنگ گل رخسار بسنتی

رت پھر گئی عالم کی چلی باد بہاری
بیخانے سجاتے ہیں میخوار بسنتی

خون ایک تو ہوتا میرا کیا زرد قبا نے
طرہ ہوئی اسپر تیری دستار بسنتی

کھلتی ہے ہر شوخ پہ ہر رنگ کی پوشاک
دوی ہر کوئی پہنے و گلنار بسنتی

ہے لطف جینو نگی در تگی کا امانت
دو چار گلابی ہوں تو دو چار بسنتی

ہولی پکھراج پری کی بیچ سبھا کے

پا لا گے کر جوری ؛	شیام موسے کھیلو نہ ہوری

وہ بت مرے پاس آئیگا کس طرح یقیں ہو — جھوٹی ہے قسم دوستو واللہ تمہاری
ہوتا ہے زمیں پر اسے خورشید کا دھوکا — صورت جو کبھی دیکھتا ہے ماہ تمہاری
بت بن گئے محفل میں رقیبو نسے نہ بولے — کیا بات ہے خالق کی قسم واہ تمہاری
بوسے جو طلب میں نے کئے ہنس کے دم بوس — سرکار سے موقوف ہے تنخواہ تمہاری
بوسے جو طلب میں نے کئے ہنس کے وہ بولے — کیا ہم کو جھکانی ہے کنوئیں چاہ تمہاری
ہے عشق کا دریا پر سر جوش امانت — عالم میں رہے آبرو واللہ تمہاری

غزل دوسری بانی پکھراج پری کے

ٹکرا کے سر کو جان نہ دوں میں تو کیا کروں — کب تک فراق یار کے صدمے سہا کروں
اندھیری لگا دوں میں جو اس شمع رو سے لو — پروانہ غیر پردہ رہے میں جلا کروں
ہر چند چاہتا ہوں کہ میں لوں نہ یار سے — قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں
اے بت ترے سوا نہیں کونین کی ہوس — اللہ سے کروں تو تیری التجا کروں
میں چاہتا ہوں صنعت صانع پہ ہوں نثار — قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں
انصاف ہو تو تجھسے نہ میرا بھلا ہوا — آگے خدا کے حشر میں محشر بپا کروں
میں مر گیا تو رو کے کہنے لگا وہ شوخ — کس کو سناؤں گالیاں کس پر جفا کروں
غمزے سے آگئی مجھے آن میں قضا — یہ شکر تیرے ناز کا کیونکر ادا کروں
ایسے مرے اٹھائے ہیں آزار عشق میں — آئیں مسیح بھی تو نہ اپنی دوا کروں

لوٹتے ہیں اس کے بیٹھکے دل ہی یہ چاہتا
وہ بت ادا سے سامنے آکر جو بیٹھ جائے

اوقات یا بسر صفت نقش پا کروں
کعبہ میں بھی نماز کو اپنی قضا کروں

لوں بوسہ زلف کا تو وہ بائے گا اجل
پھانسی ملے مجھے جو خطا میں خطا کروں

ہے عشق کچھ جہاں میں نہیں زیب کا مرا
دل یار کو نہ دوں میں امانت تو کیا کروں

غزل زبانی پکھراج پری کے

رفتار کی چلن سے غضب دل لبھا لئے
چھوٹے سے سن میں یار بڑے تم ہو چالئے

بوسہ جو مانگا چشم کا کیا قہر ہو گیا
مجھ پر نہ عین بزم میں آنکھیں لگا لئے

جانے نہ دونگا آپ کو سننے کا میں نہیں
باتیں بنا کے وصل کا نہ وعدہ ٹالئے

اک بوسہ پہ یہ گالیاں اللہ کی پناہ
کچھ میں بھی اب کہونگا زبانکو سنبھالئے

درگذر میں تلا پاس سے ہٹیے کہار کا پیا
پھیلا کے ہاتھ پاؤں گلے میں ڈالئے

نظارہ روئے مہ کا منظور ہے ہمیں
دکھلا کے زلف کو نہ بلا سر کی ٹالئے

عاشق کو زہر عنبر کو مصری کی ہو ڈلی
اسطرح کی نہ بات زباں سے نکالئے

نامحرمو نکی آنکھ نہ انگیا پر جا پڑے
سینہ کھلا ہوا ہے دوپٹہ سنبھالئے

خوش چشم سب جہاں کے امانت ہیں بیوفا
جی چاہتا ہے آنکھ کسی پر نہ ڈالئے

درخواست نیلم پری کی زبانی راجہ اندر کے

پہلو میں میرے اب بیٹھو تو آ کے	خوب رجھایا ناچ کے گا کے
اب ہے نیلم پری کی باری	خوش ہوئی تجھ سے محفل ساری

درخواست نیلم پری کی بیچ سبھا کے

سبھا میں آمد نیلم پری ہے
ستاروں کی جھپک جاتی ہیں آنکھیں
غضب بگلنا ہے اور اس کا چمکنا
خجالت سے نہ کیوں نیلی ہو سوسن
تمام اس کے ہیں اعضا شعلۂ طور
زمیں پر وہ پری آئی ہے استاد

سراپا وہ نزاکت سے بھری ہے
وہ اس کے تن میں ملبوس فری ہے
کبھی زہرہ کبھی وہ مشتری ہے
کہ نافرمان سے اسکو ہمسری ہے
شرارت کوٹ کر اس میں بھری ہے
جواہر سے جو انگلیاں گتھی ہے

چھند دوسرا ز بانی نیلم پری کی تیج سبھا کے

آئی ہوں میں دور سے کر کے تمکو یاد	مجرا میرا دیکھ کر کرو میرا دل شاد
کرو میرا دل شاد کہ میں دل کھول کے گاؤں	گا کے تا چکے ہنر اپنا دکھاؤں
ہنر دکھلا کر محفل میں داد اپنی پاؤں	داد اپنی پا کر یاں گھر استاد کے جاؤں

ٹھمری زبانی نیلم پری کی بیچ دھن کھماچ کے

راجہ جی موہے سے کرو بتیاں	دل ترپے دن رتیاں رے
جیوڑا ڈرت ہے تمہری درس سے	دھڑکت ہے موری چھتیاں رے
ہمری اور سے تم سے دن دن	سوتن جا کے لگتیاں رے
درس استاد کا چھپے جہ کا!	لکھ کے پیٹھا دیو پتیاں رے

ہولی زبانی نیلم پری کے بیچ سبھا کے

کاہنا کو سمجھاوت نہ کوئی | انگیا رنگ میں بھجوائی

موری برج میں پت کھوئی

آج سکھی ہم گھر مان جاکے | پیت کی جان کو روئی۔

عبیر گلال چھڑاؤں کھا تر | منہ آنسوں سے دھوئی

...ن مائی میں ملوئی

گروا ڈنگا ٹیو گرائے کے جھٹکا کر کاپڑا جب روئی
عجب لیتی گاری دیتی ہم ہوں جان کو کھوئی
سکھی سب کھائے سوئی

بیٹھ بیٹھ کے بیچ کے لوگن ماں کبری کا بس بوئی
یا جو کنبر اوستادے پائی گھر میں ہاتھ ہاتھ سے کھوئی
بگس کر جوگت کھوئی

غزل زبانی نیلم پری کے بیچ سبھا کے

عشق کا خنجر لگا ہے دل پہ کاری اندنوں
باغ بن جاتی ہے اس گل کی ہوائی اندنوں
دیکھے قسمیں کوچہ قاتل میں لیجاتا ہے دل
امید وصل میں کیا روح تلملاتی ہے
بھولی بھالی شکل پر دل تڑپتا ہے صنم
مدتوں ہم نے نکالا وصل میں دل کا بخار
عشق کے آزار نے لاغر کیا ہے اسقدر
قتل کرتا ہے عرق آلودہ ابرو خلق کو

زخم کی صورت ہے خون آنکھوں سے جاری اندنوں
دم چرائے پھرتی ہے باد بہاری اندنوں
دشمن اپنا کر رہا ہے دوستداری اندنوں
تپ فراق اب آنکھوں سے خون بہاتی ہے
کیا ہی صورت ہو گئی ہے پیاری پیاری اندنوں
فرقت دلدار میں ہے تپ کی باری اندنوں
شکل پہچانی نہیں جاتی تمہاری اندنوں
کیا تری تلوار پر ہے آبداری اندنوں

نئی چھبر ۲ مشتمل بہ جوابات

از نوین پرزادی

سر اٹھایا ہے جنوں نے عشق زلف یار میں
پاؤں تک زکا رہے زنجیر بھاری اندنوں

راگ لاکر بزم میں عاشق برا کرتے ہیں حال
چھیڑئیے للہ پر وہ نغمیں لیسترائی ان دنوں

پلکیں چھپکا نیکا قاتل کو ہوا ہے تازہ شوق
چل رہی ہے دلپہ عاشق کے کٹاری اندنوں

ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہو ہر دم امانت کیلئے
جاتی ہے جاں دیکھو کس پر تمہاری اندنوں

غزل دوسری زبانی نیلم پری کی نیچ سبھا کے

دل میرا سیر چمن سے نہ ہوا شاد کبھی
لے گیا باغمیں بھولے سے جو صیاد کبھی

زندہ جب تک ہیں ہم ایجان جفائیں کرلو
یوں سہیگا نہ تمہاری کوئی بیداد کبھی

توڑتا بیڑیاں دوہری نہ آکر دشت میں
بانتا کہے کو لوہا مرا حداد کبھی

سر جھکاتا ہے اٹھتا نہیں مقتل میں قدم
ہاتھ تجھپر بھی کبھی چھوٹے جلاد کبھی

ستم ایجاد تمہیں ہم نے بنایا جانی
اس طرح دل سے ستم ہوتے تھے ایجاد کبھی

تم ہو خوش قد وہ روش پر جو ذرا تنکے چلو
سر اٹھائے نہ چمن میں کوئی شمشاد کبھی

نہ لگایا لب گلرنگ سے مینائے شراب
ہم سے شیشے میں نہ اترا دہ پریزاد کبھی

دل کو تھا عالم طفلی میں بھی شوق صحرا
نہ کیا میں نے گلستاں کا سبق یاد کبھی

لیلائے زلف کا بوسہ لب گلرنگ کی ہے چاہ
کبھی مجنوں ہوں ترے عشق میں فرہاد کبھی

صورت نقش قدم ہم نے گذاری اوقات
مٹ گئے صاف کبھی ہو گئے برباد کبھی

ہوگا تب جال میں بلبل کا پھنسنا معلوم
آئیگا موت کے پھندے میں جو صیاد کبھی

بلبل کس کو دکھائی ہو عروج پرواز	ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی

ہیں قیامت یہ بے شرم و حیا کی باتیں
کبھی کہتا ہے امیں اور مجھے استاد کبھی

غزل تیسری زبانی نیلم پری کے

مزہ وصال چمن کا اٹھائیگا پھر کیا
ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا

کسی زلف کی جانب جو کھیچ رہا ہے دل
بلائے تازہ سے سر پہ لائیگا پھر کیا

الٰہی خیر ہو پھر جوش پر ہے دیدۂ تر
کسی کے عشق کا طوفان اٹھائیگا پھر کیا

کھلائیگا ہری ہڈیاں یوں ہی تو اے نجم
پس فنا سنگ یار آکے کھائیگا پھر کیا

الٰہی خیر پھڑکتی ہے آنکھ کیوں بائیں
غضب سے وہ مجھے دیکھ دکھائیگا پھر کیا

جفا کو جان غنیمت نگہ ستم کا نہ کر
بگڑ کے یار سے اے دل نبھائیگا پھر کیا

دکھایا زیست میں جب نے نہ منہ آمانت
پس وصال وہ تربت پہ آئیگا پھر کیا

فقرے لال پری کی درخواست میں زبانی راجہ اندر کے

دکھا چکی تو کرتب ہے سارے	پہلو میں اب بیٹھ ہمارے

ترجیع بند متضمن سوالات از شہزادی

کیا سمجھائیں تو نے نام
اب ہے لال پری کا کام

آمد لال پری کی بیچ سبھا کے

سبھا میں لال پری کی سواری آئی ہے
شفق میں اُسکا چھپ مٹ اب نظر ستارونکا
حسین بزم کی شادی سے کھل پڑینگے بدام
اگاہ اس کی چھپری سی سو اکیلی ہے
کھلیگا لالہ کا تختہ سبھا میں یارو
دوپٹہ دیکھ کے بجلی گر گئی بجلی پر

جمائے رنگ اندر کی پیاری آتی ہے
پہنکے سرخ وہ پوشاک بھاری آتی ہے
گلوں کیواسطے بادِ بہاری آتی ہے
لگائے سب کے دلوں پر کٹاری آتی ہے
نہال ہو کر مراد اب ہماری آتی ہے
کناروں پر وہ لگا کر کناری آتی ہے

میں کس زباں سے کہوں اس کی خوبیاں لوگو
بہار تازہ کی شکل میں یاد آتی ہے

شعر خوانی زبانی لال پری کی بیچ سبھا کے

انسان کا کام حسن پر میرے تمام ہے
جوڑا ہے سرخ لال پری میرا نام ہے

یاقوت زر خریدہ ہے سرکار کا میرے
عاشق کو قتل کرتی ہوں ابرو کی تیغ سے
پوشاک میری سرخ ہے مکھڑا ہے چاند سا
شوخی پہ جب یہ ہوتے ہیں مرغ چمن جلا
مریخ مجھ سے ہوتا ہے ہر دم جو دو بدو

نوکر عقیق لعل بدخشاں غلام ہے
دن رات تجھ کو خون بہانے سے کام ہے
دیکھو شفق میں رات کو ماہ تمام ہے
ہر گل کو زیست باغ جہاں میں حرام ہے
کرتا لہو لگا کے شہیدوں میں نام ہے

اُستاد انجمن میں رہیں سرخرو سدا
اللہ سے دعا یہ مری صبح و شام ہے

کلام وزیرزادی

کلام شہزادی

چھند زبانی لال پری کی بیچ سبھا کے

بیٹھی تھی قاف میں جوڑا پہنے لال	یہاں بلا کر آپ نے بڑھا دیا اقبال
بڑھیا دیا اقبال کہ یاں مجھکو بلوایا	سماں سبھا کا آج بہت دن بعد دکھایا
روپ سروپ بھایا میرے دل کو بھایا۔	رہے سدا استاد پہ یاں کرتار کا سایا

ٹھمری زبانی لال پری کی بیچ دھن دیس کے

مرے جوبن ماں لعل جڑے	بہت کھرے او جہاراجہ
کوئی مونگا کوئی چنی کہت ہے	بڑے بڑے والوں پہ گاج پڑے۔

بہت کھرے او جہاراجہ

چھتیاں موری گجب کی کہو سرنگ	جیسے انگیا میں کوئے دھرے

بہت کھرے او جہاراجہ

کوڈ مورے لالوں لال جوبن کی	استاد سے کھبر کرے

بہت کھرے او جہاراجہ

جواب شہزادہ کا وزیرزادی سے

ساون بانی لال پری کے ساونکی فصل میں

بن پیا گھٹا نہیں بھاوے

رہ رہ دل روند ہو آوے ۔ بجری کی چمک چمکاوے ڈراوے

بن پیا گھٹا نہیں بھاوے

انترہ

رت برکھا کی آئی ری گیان ۔ آج جیا کو کل نہیں آوے

موری اوسے یادن سنجی ۔ کوؤ اس کو سمجھاوے جاوے

بن پیا گھٹا نہیں بھاوے

امنڈ گھمنڈ کاری یہ دریا ۔ ہمے ہے ناحق نہ ستاوے

کون کوئی پون پروائی سمجھائے ۔ اور ملک برساوے جاوے

بن پیا گھٹا نہیں بھاوے

کاسے کہوں اس مینہ بوندیاں ۔ تنہ بتیاں جو پیچھا وے

بیتم کو کوئی بھری برکھا میں ۔ دیئی پیارے سے ملاوے لاوے

بن پیا گھٹا نہیں بھاوے

شہزادی

ہولی بابی لال پیری کے بیچ دھن دیس سند کافی

ہولی کی فصل ہے

لاج رکھو رے شیام ہماری	میں چیری ہوں تمہاری!

جرائے سمجھ کے گاری

انترہ

عبیر گلال نہ مکھ پر ڈارو،	نہ مارو .... پچکاری
آدھی دیہہ سب دیکھ پڑے گی	ساڑھی بھیجیو نہ ساری!

کہیں گے لوگ متواری

تم چاتر ہوے کے کھلیا	ہم ڈرپوک ... اناڑی
تاک جھانک نگا مت موہن	جاؤں تورے ... بلہاری

نہ کر موہے جان سے عاری

لاکھ کہی تم ایک نہ مانی۔	منتی کرکے ..... ہاری
یا ہی کھڑی اُستاد سے جا کر	کہیو حقیقت ... ساری

کہاں جاؤ گے گردھاری

اندھا

شہزادہ

غزل لال پری — بیچ دھن دلیپ کے

خیال آتا ہے دلکو شکوہ بیداد کیا کیجے
خدا سے اے بت کافر تری فریاد کیا کیجے

بہار آتی ہے گلشن میں گھٹا جاتا ہے دم اپنا
قفس کے در کو وا کرتا نہیں صیاد کیا کیجے

بہت کرتا ہے تو ہم سے خیال یار کا شکوہ
جو بھیجے آپکو اے دل اسے پھر یاد کیا کیجے

مقابل سرو کو پاکر گلستاں میں وہ گل بولا
غلام اپنا جو ہو دل سے اسے آزاد کیا کیجے

کسی محبوب کا بوٹا سا قد آنکھوں میں پھرتا ہے
چمن میں دیکھ کر اے دل نہ تو شمشاد کیا کیجے

جنوں کا جوش کھوتا ہے گو نکو چھو کے نشتر سے
نہ تجھکو گالیاں دیجے تو اے فصاد کیا کیجے

لہو بہتا ہے غیروں کا ہمارا دم نکلتا ہے
گلے پر پھیرتا خنجر نہیں جلاد کیا کیجے

ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یاد رکھتا ہے
ملا ہو خاک میں جو خود اسے برباد کیا کیجے

آمانت کوہ پر پہنچا توں فرہاد چلایا
لبو نپر جان شیریں آئی اُستاد کیا کیجے

غزل دوسری زبانی لال پری کی

شب فرقت میں نالوں نے جہاں سر پر اٹھایا ہے
زمیں میں زلزلہ ہے آسماں چکر میں آیا ہے

رخ رنگیں کو مشکیں زلف میں اسنے چھپایا ہے
طپاں ہے ابر میں بجلی چمن میں ابر چھایا ہے

چھپاؤں منہ ندامت سے لہو میں کیوں نہ میں وحشی
کفن ہے داغ عریانی سے جامہ پر لگایا ہے

اندر سبھا

شہزادی سے دوسرا کہنا شہزادہ کا

چمن

جواب دینا شہزادی کا شہزادے سے روٹھ کر

جھپٹ

شہزادی

حساب آب و دانہ حشر میں ہوگا تو کہہ دونگا
نئی ہے روشنی اپنی لحد پر تنگ دستی ہے
ہوئے ہو تیز ہم پر سنگدل تم گالیاں دیکر
شفق پھولی ہے دیکھو شام کو شہر بد خشاں تیر
ہمیں اب بندگی ہے تلخ ان کی تلخ باتوں سے
مری تربت پہ تا ماہ چاندنی ہے کیوں نہ تم گر
عیاں سینہ ہو سکا ٹیکا ہمیں محراب دیں میں
ہمیں ہے جبہ پیہم ہچکیاں آتی ہیں فرقت میں

پیالے عمر بھر خون جگر غم میں یہ کھایا ہے
چراغوں کے عوض اس شمع رو نے دل جلایا ہے
زباں کی تیغ کو خوب آپ نے ہم پر چلایا ہے
لب رنگیں پہ مل کے مسی اس نے پان کھایا ہے
کسی دن زہر کھا لیجیے یہی دل میں سمایا ہے
کسی نے چادر مہتاب میں دھبہ لگایا ہے
چراغ اس شمع رو نے عین کعبہ میں جلایا ہے
کسی محبوب کو تو اے امانت یاد آیا ہے

فقرے سبز پری کے درخواست میں زبانی راجہ اندر کے

کاٹی رات مرے میں ساری
بیٹھ مرے پہلو میں پیاری
بہت لڑائی تو نے جان
اب ہے سبز پری کا دھیان

آمد سبز پری کی بیچ سبھا کے

آتی ہے انداز سے اب سبز پری ہے
لب سرخ ہیں پر سبز مری پوشاک ہری ہے

شہزادہ

چہرہ میں زمرد سے سوا جلوہ گری ہے
پر لیکے سدا شرم سے بال و پری ہے
اک شاخ ہے نازک کہ شگوفوں سے بھری ہے
کیا حسن کے اقبال سے سبزی کو چڑھی ہے
جو شمع ہے محفل میں چراغ سحری ہے

فیروزہ اسے دیکھکے کھا جاتا ہے ہیرا
جن اس کی خجالت کے سبب اٹھ نہیں سکتے
زیور کی ہے کیا شان چہرہ پر بدن پر
سینے ہے زمرد پہ سدا دھانی دوپٹہ
آمد کی خبر سنکے حسینوں میں نہیں دم

اُستاد عجب عاشق و معشوق کے ہیں نام
شہزادہ گلفام ہے یہ سبز پری ہے

شعر خوانی اپنے حسب حال زبانی سبز پری کے

معمور ہوں شوخی سے شرارت سے بھری ہوں
دھانی میری پوشاک ہے میں سبز پری ہوں

کیا اصل ہے سبزہ کی مرے حسن کے آگے!
فیروزہ سے خوشرنگ زمرد سے کھری ہوں

لے لیتی ہوں دل آنکھ فرشتوں سے لڑا کر
انسان ہے بھلا کیا ہیں جس سے ڈری ہوں

شعلہ ہوں بھبوکا ہوں غضب ہے میرا غصہ
جل جائیں پریزاد جو میں گرم ذری ہوں

زندہ نہ رکھیگا مجھے سُن لے گا جو راجہ
شہزادہ گلفام کی صورت پہ مری ہوں

وہ شمع ہیں پروانہ ہوں وہ سرو ہیں قمری
وُہ گُل ہے جہاں میں میں نسیم سحری ہوں

اُستاد کے دم سے چمن حسن ہے سرسبز
میں واسطے طاؤس کے داغ جگری ہوں

دوہرہ کہنا شہزادہ کا پری سے

خواب سے آنکھیں کھول دو کرو اب نگاہ
تکتی ہوں میں پری دیر سے کھڑی تمہاری راہ

جواب دینا شہزادہ کا پری سے

ناحق میری نیند کو کھو دیا ہے تو آہ
لیتا ہوں میں چھیڑ سے سو لوں خواہ مخواہ

پھر کہنا شہزادی کا پری سے

بھاگے ہے چھپ کر کہیں بہت عالم خواب کا
کیا ہے نشہ چڑھا مست پیا ہے شراب کا
پردہ اٹھا دو رخ سے تم اپنا نقاب کا
جلوہ دکھا دو مجھ کو [illegible] آفتاب کا

جواب دینا شہزادی کا پری کو

اندرسبھا

[illegible] اس وقت خواب کا
[illegible] جواب کا
[illegible] باعث شراب کا
[illegible] اضطراب کا

چوبولہ زبانی سبز پری کے

راجہ جی تو سو گئے دیا نہ کچھ انعام
سن کالے دیو رے تو اک میری بات
شہزادہ اک بام پر سوتا تھا نادان
اتری اپنے تخت سے تیر کلیجہ کھا
صورت اسکی دیکھکر دل سے گیا قرار
دل میرا لگتا نہیں محفل کے درمیان
اسکو گر تو لا اٹھا جلدی جا کر یار

جاتی ہوں میں باغ میں یاں ہے کیا کام
آئی تھی راجہ کے گھر میں جو میں آج کی رات
جو بن اسکا دیکھکر نکلی میری جان
سوتا وہ بے خبر تھا ہاتھ پاؤں پھیلا
منہ پر منہ میں نے رکھا کیا خوب سا پیار
قالب میرا ہے یہاں واں ہے میری جان
لونڈی میں ہو جاؤنگی تیری بے تکرار

کلام وزیرزادی کا شہزادہ سے

[illegible]

جواب دینا شہزادے کا سبز پری کو

جواب دینا کالے دیو کا طرف سبز پری کے

مجھ سے کر سکتا نہیں ہرگز میں انکار پتا بتا معشوق کا لاؤں ابھی اٹھا	گھر میں راجہ کے ہے تو پریوں کی سردار تیری خاطر ہے مجھے سب یہاں سوار

جواب سبز پری کا طرف کالے دیو کے

سوتا ہے اک ماہرو لال محل پر وہاں سبز نگوں کی آب سے تو اسکو پہچان	جا تو سنگلدیپ میں اختر نگر میں ہاں چھلا میں دے آئی ہوں اپنا اسے نشان

سوال کالے دیو کا سبز پری سے

دوم کہنا پری کا شہزادے سے

جواب دینا شہزادی کا پری کو

کہنا لعل زم پری کا شہزادے سے

شہزادہ کا پری کو جواب چھند میں دینا

لایا شہزادہ کو میں جا کر ہندوستان	تو اپنے معشوق کو سبز پری پہچان

جواب سبز پری کا خوش ہو کر طرف کالے دیو کے

یہی ہے شہزادہ مرا یہی ہے میری جان	یہی مراد دلدار ہے میں اس پر قربان

جگانا سبز پری کا شہزادہ کو شانہ ہلا کر
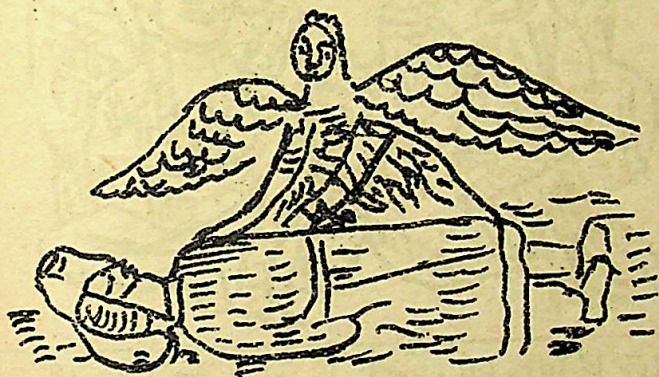
سوتے ہو کیا بے خبر چھوڑ کے گھر بار	آنکھیں کھولو لاڈلے نیند سے ہو ہوشیار

جاگنا شہزادہ کا عالم حیرت میں بیتاب ہو کر

پھر گانا شہزادیکا بھاگ کی چیز حالت اضطرار میں

مجھے کون گھر سے لایا ہے یہاں	بتاؤ یہ کس کا ہے ہیگا مکاں

مجھے کون

سب بچھڑے کوئی سنگ نہ ساتھی	عزیزوں کو اپنے میں پاؤں کہاں

مجھے کون

دل کا کس کو حال سناؤں	سر پر باپ نہ ماں ؛

مجھے کون

گھر جانے کی آس نہیں ہے	پڑی کس مصیبت میں میری جاں

مجھے کون

پھنس گئے ہم ظالم کے پھندے
کوئی اُستا نے کہو ہاں ؛

مجھے کون

کہنا سبز پری کا شہزادہ سے ہاتھ تھام کر

دیکھو تم میری طرف گھر کا مت لو نام	لونڈی مجھکو جان کر یہاں کرو آرام
جو ہونا تھا سو ہُوا جانے دو بس خیر	چلو پھر کھاؤ میوہ کرو باغ کی سیر
بتلاؤ اب حسب نسب اور تم اپنا نام	رہتے ہو کس کام میں ہیگا کہاں مقام

جواب شہزادہ گلفام کا

خلوت میں رہتا ہوں عیش ہے میرا کام	شہزادہ ہوں سند کا نام میرا گلفام

سوال شہزادہ کا سبز پری سے

تو عورت کس قوم کی اپنا نام بتا	دو نو شالو نہیں تیرے لکلا ہے یہ کیا

غزل شہزادہ

جواب سبز پری کا

قوم کی ہوں میں پری سمجھ نہ تو حیوان	یہ دونوں ہیں پر مرے ای موکھ نادان
رہتی ہوں میں قاف میں سبز پری ہے نام	راجہ اندر کے یہاں ناچ ہے میرا کام

سوال شہزادہ کا

جلدی یہ بتلا مجھے دل کو ہے وسواس	میرا آنا کس طرح ہوا ہے تیری پاس

جواب سبز پری کا

تم پر میں عاشق ہوئی چلتے چلتے راہ	اٹھا منگایا یاں تجھے بھیج دیو سیاہ

شعر خوانی زبانی سبز پری کے مخاطب ہو کر شہزادہ سے

سر پہ آنکھوں پہ کلیجہ پہ بٹھاؤں تجھکو	آ میرے جاں گلے سے میں لگاؤں تجھکو
دل و جاں سے مجھے بھاتی ہیں ادائیں تیری	پاس لا چاند سا منہ لیلوں بلائیں تیری
لیٹ جا تو مرے گھر کو میں آباد کروں	تجھکو لپٹا کے گلے وصل سے دلشاد کروں

جواب شہزادہ کا

اندر سبھا

وصل کی تیری قسم گھر میں ہے گماں مجھکو
مجھکو ناداں نہ سمجھ دور ہوں دانا ہوں میں
جیسا کہ مجھ سی زمانہ میں نہ ہوگی زنہار

نہ خبردار کبھی ہاتھ لگانا مجھ کو
قوم کی تو ہے پری مجھ سے بنا چاہے
آپ بدنام ہوئی مجھ سے جھگڑا کھڑا

جواب سبز پری کا

زندگی کا ہے مزا ایسی ملاقاتوں میں
شکر اللہ کا کر لاگی قسمت تیری
مجھکو دیوانے ذرا شرم نہیں آتی ہے
دیکھ پچھتائیگا میرا جو برا دل ہوگا

جو چلے مجھ سے کہا دو نہ ذرا باتوں میں
یک بیک مجھ سی پری کو ہوئی الفت تیری
خواب میں بھی کہیں انسان کے پری آتی
وصل مجھ کو نہ پری کا کبھی حاصل ہوگا

جواب شہزادہ کا

گھر کے چھٹنے کا ہے غم آہ و فغاں کرتا ہوں
سنی اندر کی سبھا میں نے کہانی جب سے
اور جلسہ تھا وہاں سنہ میں چھپا آنکھ
ساتھ اپنے مجھے لیچل کے وہ جلسہ دکھا
سیر میں تیری سبب دل کی جو کیا کرتا ہوں

وصل وعدہ اس شرط پر ہاں کرتا ہوں
اس کا ارمان مجھے جوش جوانی میں ہے
ناچ پریوں کا کبھی میں نے نہیں دیکھا ہے
راجہ اندر کے اکھاڑے کا تماشہ دکھا
جیتے جی پھر نہ کبھی وصل کا انکار کروں

دم بھر پاس سے تیرے نہ کہیں جاؤں میں
جو کہے تو اسے آنکھوں سے بجا لاؤں میں

غزل شہزادی

جواب سبز پری کا

ایسی باتوں کا زباں پر نہیں لانا اچھا
دیتا اندر کے اکھاڑے پہ بہشت جان ہے تو
ایسی جا پر کو انساں نہیں چلتے ہیں
آفت آ جائیگی تجھ پر ارے اس آن کے بیچ
کوئی راجہ کو خبر جا کے سنا دیویگا
نہ جلائیگا تو آفت میں پھنسائیگا تجھے

جان آفت میں نہیں مفت پھنسانا اچھا
سخت بےعقل ہے دیوانہ ہے نادان ہے تو
واں پریجان پریزاد ونکے پر چلتے ہیں
آدمی زادوں کا کیا کام پرستانوں کے بیچ
کہو نکال دیگا وہ تجھے تجھکو جلا دیویگا
قید کر کے وہ کنوئیں خوب جھکائیگا تجھے

جواب شہزادہ کا

میں نہ مانونگا نہ مانونگا کبھی بات تیری
بات تو اصل کتنی ہی عقل سے پہچان گیا
تو کسی دیو کی خدمت میں وہاں جاتی ہے

کام کسر ہو پھر آئے گی ملاقات میری
باعث انکار کا جاتی مرا دل جان گیا
اس لئے مجھکو سمجھاتی نہیں بہکاتی ہے

جواب سبز پری کا

بات ہرگز نہ زباں سے یہ نکالو صاحب
دیو سے تجھ کو برا کام جو کرنا ہوتا

ہوش میں آؤ ذرا منہ کو سنبھالو صاحب
آدمی زاد پہ کس واسطے مرنا ہوتا

میں پری تجھ کے اور الیسی پہ فدا جان کروں
ایڑی چوٹی پہ موئے دیو کو قربان کروں

جواب شہزادے کا

دل ہر اک شخص کا پھندے میں پھنساتی ہے تو
صبح ہوتی ہے میری جان کوئی آن کے بیچ
وال نہ لیجائیگی تو جیسے گذر جاؤں گا

اے پری کیوں مجھے باتوں میں اڑاتی ہے تو
پھیر دو بہ مجھکو سنا چل کے پرستان کے بیچ
آپ میں اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا

جواب سبز پری کا

مفت کی یار خرابی اپنی جوانی تو نے
اب ملیگا عزو بزد نہ تیسے نہ ماں باپ سے تو
تھک گئی ڈھونڈھ کہا نت ارے سمجھا دنیں

ہائے افسوس مری بات نہ مانی تو نے
شیر کے منہ میں میری جان چلا آپ سے تو
چل اکھاڑ لے تجھے اندر کا دکھلاؤں میں

جواب شہزادے کا

کس طرح چلنے پہ تیار مری جان ہو نہیں
اڑ کے لیجائیگی اک پل میں پرستان کے بیچ
کوئی اڑ چلنے کی تدبیر بتا دے مجھکو

تو پریزاد ہے چالاک اور انسان ہوں میں
ہاتھ پھیلا کے میں ہو جاؤنگا ارمانکے بیچ
پر کسی دیو کے تو توپ کے لا دے مجھکو

جواب سبز پری کا

ہیچلی باتیں نہ کرو ہوش میں آؤ صاحب
تھام لو پایہ مرے تخت کا اب تھے سو تم
مجھ سے وال جا کے کوئی بات نہ کرنا صاحب

نہ پریزاد سے بے پر کی اڑاؤ صاحب
چھوٹ جانا نہ کہیں راہ میں پرتی تھی تم
پیچھے پیچھے مرے تم تلچ کے رہنا صاحب

انکھیاں بھڑکن لاگیں

نینن ہیں دلدار سبت سے	یہ انکھیاں الماس پر کھیاں

انکھیاں بھڑکن لاگیں

بل بل جاؤں میں استاد کے	بیچ سبھا کے موری پت رکھیاں

انکھیاں بھڑکن لاگیں

ٹھمری دوسری زبانی بسنت بہری کے بیچ دھن بسنت کے

سدھ لاگ رہی توری آٹھ پہر	تن من کی ہیں موہے آج کبھر

سدھ لاگ رہی توری

نس باسر موہے کل نہ پڑت ہے	دکھلا دے جھلک کہوں ایک نجر

سدھ لاگ رہی توری

مروج کرت مورا جیرا ڈرت ہے	دل دھڑکت دیکھ کیت بھربھر

سدھ لاگ رہی

ہر کا پتہ اوستاد لگا دے	بوری سے پھرت ہوں جدہر تدہر

سدھ لاگ رہی

غزل زبانی بسنت بہری کے بیچ دھن دیس کے

بھولا ہو نہیں عالم کو سرشار اسے کہتے ہیں	مستی سے نہیں غافل ہشیار اسے کہتے ہیں
دم لیکے مرا چھوڑا آزار اسے کہتے ہیں	اچھا نہ رہا اک دن بیمار اسے کہتے ہیں

مہاراج کو حق رکھے شاد کام	یہی عرض ہے آج کرتا غلام
یہی کھاتا اسے دم چمن کی ہوا	حقیقت وہ دیکھی کہ ہوش اڑ گیا
شجر ہے پرانا جو شمشاد کا	تلے اس کے ہے واں آدمی زاد کا
نہیں اطلاع کرتی مری عقل کام	وہ انسان ہے یا کہ ہے مہ تمام
اسے کون لایا ہے یا اپنے ساتھ	اسی فکر میں کب سے ملتا ہوں ہاتھ

کہنا سبز پری کا لال دیو سے عالم یاس میں

نہ کر لال دیو اس طرح کے کلام	ارے بیمروت زباں اپنی تھام
خدا کے غضب سے ذرا دل میں کانپ	چغلخور کے منہ کو ڈستے ہیں سانپ
پری کی طرف دیکھ احمق نہ بن	برائی سے باز آ بقول حسن
کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے	کہ اس کا عالم الغیب ہے
دل عاشق کا اس بات سے ہل گیا	تجھے اے کم بخت کیا مل گیا

پوچھنا راجہ اندر کا لال دیو سے غضبناک ہوکر

ارے دیو تا تو ہے کیا بک رہا	مرے باغ میں کام انساں کا کیا
ہوا کس طرح یاں بشر کا گذر	پرندوں کی دہشت سے جلتے ہیں پر
قدم رکھ سکے جن کی کیا جان ہے	فرشتوں کی یاں عقل حیران ہے
کسی دیو سے آشنائی نہ ہو	پری کوئی ساتھ اسکو لائی نہ ہو

حضوری میں حاضر ہے یہ شعلہ خو | مہاراج صاحب نگاہ رو برو
بجا آپ کا حکم لایا غلام | چمن میں پہنچکر کیا اپنا کام
شجر کے تلے سے اٹھایا اسے | سبھا کیطرف کھینچ لایا اسے
ذرا میں نہ کچھ اس کی فریاد ہے | اڑا لایا قمری کو شمشاد سے
تم کیجئے جو سزاوار ہے | کھڑا دست بستہ گنہگار ہے

پوچھنا راجہ اندر کا گلفام سے سبب داخل ہونیکا پرستان میں

ارے کون ہے تو تیرا کیا ہے نام | سمجھا تو نے کیا میری بزم تمام
تجھے لایا یاں کون اے بدصفات | یہاں مجھ سے کر جلد یہ واردات
کیا قصد تو نے پرستان کا | نہ خوف آیا اپنی تجھے جان کا
میری ساری محفل کی لی آبرو | یہاں گھس کے آیا پریوں کو تو
تباہ حال آنے کا اے دردناک | جلا کر ابھی ورنہ کردونگا خاک

عرض کرنا گلفام کا راجہ اندر سے عالم ترس میں ہاتھ جوڑ کر

کہوں کیا فلک کا ستایا ہوں میں | یہاں کھیل کر جی پہ آیا ہوں میں
پری سبز جو ہے اکھاڑے میں یاں | اسی کا ہوں دیوانہ ہمدم جاں
سبھا کی سدا دھوم سنتا تھا میں | اسی فکر میں سر کو دھنتا تھا میں

وہ تب نے لگی آج کی شب جو یاں ۔۔۔ لٹک کر ہوا تخت میں میں رواں
بلا میں پھنسا یوں گرفتار ہوں ۔۔۔ جو چاہے سزا دو گنہگار ہوں

بلانا راجہ اندر کا سبز پری کو سامنے اپنے اور ملامت کرنا

ارے او پری سبز او بے حیا ۔۔۔ مرے سامنے جلد آ بے سوا
تھڑی ہے تیری ذات بنیاد پہ ۔۔۔ کہ عاشق ہوئی آدمی زاد پہ
بنایا ارے تو نے انساں کو یار ۔۔۔ بقول حسن تھی تو اے نابکار
ترا رنگ غیرت سے اڑتا نہیں ۔۔۔ تجھے کیا پری زاد جڑتا نہیں
سبھا میں لگا لائی انسان کو تھا ۔۔۔ ترا اب گریباں ہے اور میرا ہاتھ

عرض کرنا سبز پری کا راجہ اندر سے اور نادم کرنا گلفام کو اور رو نا گلے لپٹا کر

جفا و ستم کی سزاوار ہوں ۔۔۔ حقیقت میں تیری گنہگار ہوں
ارے کیوں میں تجھ سے یہ کہتی کیا ۔۔۔ نہ مانا میرا کہنا تو نے کیا
بلا میں پڑا آپ بھی بے خطا ۔۔۔ مجھے بھی اکھاڑے میں رسوا کیا
کہاں پھینکے اب دیکھیے راجہ تجھے ۔۔۔ خدا کو مری جان سونپا تجھے

جو جیتے رہے پھر بھی مل جائینگے
نہیں تو کئے کی سزا پائینگے

کہنا راجہ اندر کا لال دیو سے واسطے قید گلفام کے اور
نکالنا سبز پری کو اکھاڑے سے پر نوچ کے
ارے دیو کر قصد بے داد کا
کنواں وہ جو ہے قاف میں پر خطر
پری سبز یہ جو ہے آگے کھڑی
سو تو نوچ کر اس کے پر اور بال
اڑاتی پھرے خاک یہ کو بکو
پکڑ ہاتھ اس آدمی زاد کا
ابھی اس میں جا کر اسے قید کر
خطا کی ہے اس بیسوا نے بڑی
اکھاڑے سے پکڑ ابھی دے نکال
نہ آئے ہمارے کبھی رو برو

باغ تیغ بادشاہ جن کا کہنا
وزیرزادے سے

کہیں گلفام کا کوسوں نہیں ملتا ہے پتا
غمزہ آفت ہے قیامت ہے اداہائے سلی
سبز جوڑے میں ہے کیا چہرۂ روشن کی ضیا
دیو مدہوش ہیں پریاں ہیں دم اُلٹا

خاک اُڑاتی ہوئی پھرتی ہے بیاباں کے بیچ
حشر عالم میں بپا کرتی ہے آن کے بیچ
صبح کو چاندنی نے کھیت کیا دامن کے بیچ
جن تڑپتے ہیں پڑے جہاں کہیں جانکنی کے بیچ

ٹھمری گانا جوگن کا پرستان میں بیچ دھن کھیرویں کے

میں تو شہزادے کو ڈھونڈن چلیاں
چھان پھری سب گلیاں
جی جاوت ہے ڈگر نہیں آوت
لٹ چھٹکا کے بھیس بنا کے
انگ بھبوت جوگن بن ملیاں
تن کملا گیو مکھ مرجھا گیو
سیس نکس گیو پاؤں پھلس گیو
انگ بھبوت جوگن بن ملیاں

انگ بھبوت جوگن بن ملیاں
میں تو شہزادہ کو ڈھونڈن چلیاں
ہم محلوں کی پلیاں رے
دیس بدیس نکلیاں رے
میں تو شہزادہ کو ڈھونڈن چلیاں
جیسے گلاب کی کلیاں رے
دھوپ میں آن جلیاں
چھان پھری سب گلیاں

میں تو شہزادہ کو ڈھونڈن چلیاں

جگ دشمن ہے راہ کٹھن ہے
جا کے کہو اُستاد پیا سے چھان پھری سب گلیاں رے

بلائیں کیونکر ملیاں رے
میں تو شہزادہ کو ڈھونڈن چلیاں رے

ٹھمری دوسری زبانی جوگن کی بیچ دھن بھیرویں کے

کہاں پاؤں کہاں پاؤں یار رے ہیں

یار کی چھاں نظر نہیں آوت ۔ ڈھونڈھت ہوں بار بار رے ہیں

کہاں پاؤں کہاں پاؤں یار رے ہیں

کا رے کروں کت ہیرت جاؤں ۔ سوچت ہوں بار بار رے ہیں

کہاں پاؤں

سپنے ہیں دلدار کو پاکے ۔ چونک پڑی بھسار رے ہیں

کہاں پاؤں

پیا کارن اُستاد کے جاکے ۔ ہو ہوں گلے کا ہار رے ہیں

کہاں پاؤں

غزل زبانی جوگن کے فراق گلفام میں

مرتا ہوں ہجر میں تیرے اے یار خبر لے ۔ اب جان سے جاتا ہے یہ بیمار خبر لے

پھرتا ہوں تصور میں ترے صبح سے تا شام ۔ بیتاب ہے یہ طالب دیدار خبر لے

بازار وفا گرم ہے اے یوسف ثانی ۔ دل بیچتا ہے تیرا خریدار خبر لے

ڈھونڈے سے بھی اب تیرا کھوج نہیں ملتا ۔ ہوں چھان رہا کوچہ و بازار خبر لے

پوچھا کیا ہے ترا تخفی حقیقت میری
جان بلب ہجر میں کوئی دم ہی یہ رخصت میری

دنیا میں کوئی آن کوئی دم کا ہے مہماں
آنکھ اس کی ہو کیا حال دل زار سے آگاہ
آنکھیں لگی رہیں دکھا شکل خدارا
اتنا بھی نہیں چاہیئے عاشق سے تغافل
آغاز محبت میں نہیں زیست کی امید
للہ دکھا شکل اب اے طفل برہمن

اب آ کے مجھے لینا ہے دشوار خبر لے
کس طرح سے بیمار کی بیمار خبر لے
سر پھوڑ رہا ہوں پس دیوار خبر لے!
سو بار اگر ٹال تو اک بار خبر لے
مرتا ہے ترا تازہ گرفتار خبر لے
اے بیخبر اے بستۂ زنار خبر لے

سنتے ہیں کہ فرقت میں تڑپتا ہے امانت
جلد اے بت بیدین نئے غفار خبر لے

غزل دوسری بانی جوگن کے عالم بیقراری میں بیچ دھن بھیروں کے

روح بدن میں ہے طپاں جی کو ہے کل سے بے کلی
جلد خبر لو ہمدموں جان فراق میں چلی!
باد صبا جو صبحدم باغ میں ناز سے چلی
نخل نہال ہوگئے پھول گئی کلی کلی
سایہ کیطرح خط بڑھا چہرہ صاف اُتر گیا

انداز جفا

بارہ ماسہ شہزادی کا اور

شہزادی

وزیرزادی

شہزادی

وزیرزادی

اندرسبھا

شہزادی

وزیرزادی

آیا ہے زوال یار حسن کی دوپہر ڈھلی

تجھ سا نہ کوئی شیریں دہن ہوگا حسین کوہکن
شاخ نبات میں ہونٹھ ہیں لب ہیں نبات کی ڈلی

تارکشی دوپٹہ تو اوڑھی کرن جو ٹانک کر
ہو شب ماہتاب میں کیا ہی صنم جھلا جھلی

چلتا ہے باغ میں وہ گل جبکہ اٹھا کے پائچے
خار ہر ایک پھول کو دیتی ہے کیا کلی کلی

قصد کیا جو ابر میں اس گل تر نے سیر کو
سبزے نے دور تک کیا دشت میں فرش مخملی

یار سا نازنیں کوئی کب ہے ریاض دہر میں
بوجھ سے درد سر ہوا جوڑا جو پہنا صندلی

میں نے شب فراق میں کی جو اک آہ آتشیں
جسم شمع کا پھنکا پھنکنے لگی جلی جلی

آئی بہار ساقیا جام شراب دے پلا
پھول لگے شجر پھلے ابر اٹھا ہوا چلی

زلف دراز قطع کی مجھ سے الجھ کے یار نے
جان چھٹی عذاب سے روگ گیا بلا ٹلی

کلام شاہ جن شہزادہ سے وقت اس سانحہ کا

کون پری کون دیو لایا ہے اٹھا
گذرا تجھپر کیا ستم تو ہی بتا

جواب دینا شہزادہ کا شاہ جن سے

پری ہم زد جانے کے لائق تھی اٹھا

شاہ جن کا کہنا شہزادے سے

تیری بھوؤں میں بل پڑا قتل ہوا تیغ سے	تیری ادہر پلک ہلی مجھپر ادہر چھری چلی
جس کے زمین شعر میں پاؤں مانند کا گیا جب ہوئی لغزش اک ذرا کلا زبانسی چلی	

تعریف کرنا کالے دیو کا جوگن کی راجہ اندر سے

خدا راجہ جی کو رکھے شادمان	جو ہو جان بخشی تو کھولوں زبان
پرستان میں جوگن اک آئی ہے	خلائق سب اسکی تماشائی ہے
وہ ہے ناچتی گاتی اس آن سے	کہ جن صدقے ہوتے ہیں سو جان سے
غضب بھیرویں کی ہر اک تان ہے	خدائی کا دل اس پہ قربان ہے
ملے ہے بھبوت اور افشاں چنی	نہ دیکھی ہے جوگن نہ ایسی سنی

مشتاق ہونا راجہ اندر کا اور بلوانا جوگن کا کالے دیو سے

نہ کر دیر اے دیو بہر خدا	اکھاڑے میں پھیر اسے جلد لا
میں دیکھوں وہ جوگن ہے کس شانکی	پری ہے دیا قسم انسان کی
کسی دیو جن کی ستائی نہ ہو	مبرے پاس فریاد لائی نہ ہو
ہزار اگ کا ناچ کا ذوق ہے	نقیروں سے مجھکو بہت شوق ہے
نہ لائے وہ کچھ اور دل میں خیال	دکھائے مجھے آکے اپنا جمال

جواب شہزادہ کا کہنا شاہ جن سے

سوال کانے دیو کا جوگن سے اور ظاہر کرنا اشتیاق راجہ اندر کا

اری جوگن اب دل میں ہو اپنے شاد
کسی نے تیرا حسن لیا ہے جو حال
تیرا دید کرنا اُسے مشتاق ہے
مراد اب تیرے دل کی بر آئیگی
نہ پھر عمر بھر تو کرے گی سوال

کیا ہے تجھے راجہ اندر نے یاد
ملاقات کا شوق اسے ہے کمال
ترے ناچ گانے کا مشتاق ہے
جو مانگے گی وہ چیز مل جائیگی
وہ اکدم میں کر دیگا تجھکو نہال

اندر سبھا

سوال راجہ اندر کا شاہ جن دیو سے

جواب دیو کا راجہ اندر

شاہ جنات

اندر سبھا

جواب جوگن کا طرف کالے دیو کے اور طعن آمیز لگاوٹ کرنا بعد اس کے

یہ باتیں نہ لانا زباں پر کبھی	فقیروں سے اچھی نہیں دل لگی
بڑا وہ مزا دینے والا ہوا	خوشا سے منہ تیرا کالا ہوا
فقیروں کو دولت کی پرواہ نہیں	یہاں ہر کے اقبال سے کیا نہیں
طبعیت مخالف اگر پاؤں گی	جو آتا ہے مجھکو سُنا آؤں گی

جو گانے کا راجہ طلبگار ہے
تو یاں کس کو آنے میں انکار ہے

لانا کالے دیو کا جوگن کو اپنے ہمراہ سامنے راجہ اندر کے

مہاراج کیجے ادھر اب نگاہ	یہ جوگن ہے حاضر بحال تباہ
ملا کس خرابی سے اس کا نشاں	ہوا ہیں پرستاں میں ہر سو دواں

غزل راجہ اندر کی

کہاں سے یہاں تیرا آنا ہوا
کہ مشتاق سارا زمانہ ہوا

کسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے کو بکو
اڑاتی ہے کیوں خاک جنگل کی تو

سنا اپنا گانا مجھے بھی ذرا
سنا بھیرویں چھیڑ یا جوگیا

جواب جوگن کا دردآمیز طرف راجہ اندر کے اور عرض حال کرنا

مہاراج پوچھو نہ جوگن کا حال
فقیر و لڑکا دل درد سے ہے نڈھال

مرا جس سے معشوق ہی چھپ گیا
مہاراج اس دیس میں لٹ گیا

یہاں ڈھونڈنے اسکو آئی ہوں میں
بیراگن ہوں غم کی ستائی ہوں میں

سناتی ہوں گانا جو ہے مجھکو یاد
عجب کیا جو مل جائے دل کی مراد

اگر راگ سے غیر ہووے گا حال
نہ جوگن کا رد کیجئے کا سوال

ٹھمری گانا جوگن کا سامنے راجہ اندر کے بیچ دھن بھیرویں کے

کہاں گیو گیان شہزادہ جانی پیارا
دل تڑپے رے ہمارا کہاں گیو

واکا پتا کہیں لاگت ناہیں
ڈھونڈ پھری بن سارا کہاں گیو

بن جائے کے ان نینن میں
رین دنا اندھیارا کہاں گیو

گیان میں جیسے سرکھ مچھریا
تڑپت ہوگا بچارا کہاں گیو

کو و کہے اُستاد سے جاکے
تم رے دم کا سہارا کہاں گیو

اندر سبھا

غزل دیو سپید

گلوری بیا راجہ اِندر کا جوگن کو محظوظ ہو کر اور جو اندر بیا جوگن کا شر ہے

پان لیکے کیا کروں کسی سبز رنگ کا دھیان ہے
عشق لہو پی پی کے رنگ لایا ہے
گلوری سے لئے مجھے کیا تکتا ہے

ہڈیاں چوہیں بدن وہاں پان ہے
فراق نے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے
فقیروں کا منہ کون کیل سکتا ہے

ہولی گانا جوگن کا سامنے راجہ اندر کے بیچ دن سندھ کھیری کے

چڑھ جائے گیان ایسی ہوری ؛ ؛ بن سیاں دینہ سلگت موری ؛

سہاگن سہاگ پیا سنگ کھاگو
سرکہ چیڑیا اوڑاؤ نہ سجنی !

سب چوڑیاں ہم توڑی
تن من آگ لگوری !

بن سیاں دینہ سلگت موری

عبیر گلال ملاؤ کھاک ہیں ؛
انگن بیچ رنگ بھری گاگر

گیسو کھاگن گیسو ہوری
دیو ٹپک بھر چوری !

بن سیاں دینہ سلگت موری

بت پیا مکھ مار کے تاپڑ
نین کی پچکاری بنا کے

کھو بے گلال ملوری !
آنسو رنگ میں بوری !

بن سیاں دینہ سلگت موری

شکل طاؤس گلستاں ہوں سراپا داغدار صورت فرہاد میں نخچیر مارے ریب یار	گل بدن ہر جگہ ہیں پر وہ گلبدن ملتا نہیں پر کوئی استاد سا شیریں سخن ملتا نہیں

شاہی رومال دینا راجہ اندر کا جوگن کو خوش ہوکر پھر جواب دینا جوگن کا دو معنے میں

رومال انہیں دیجئے جو تنگدست ہیں عشق کی گرمی نے مارا ہے راجہ کے دوار میں پلے سے آئی ہوں	فقیر اپنی کملی ہی میں مست ہیں پشمینے سے کنارا ہے جو مانگوں سو پاؤں

اقرار کرنا راجہ کا جوگن سے اور غزل گانا جوگن کا طلب گلفام میں

ہوتا ہے کوئی آن میں انجام ہمارا	انعام میں دیدیجئے گلفام ہمارا
اب چاہ سے یوسف کو نکلوائیے ہمارے	گھٹتا ہے اندھیرے میں دل آرام ہمارا
عاشق نے تیری مانگ لیا راجہ تجھکو	در آئے کوئی جاکے یہ پیغام ہمارا
آجائے اگر یار تو چھاتی سے لگالیں	سینے میں طپاں ہے دل ناکام ہمارا
اب وصل کے لوٹینگے مزے خالق بے خوف	آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا

غزل شہزادہ

منگوائیے شہزادہ کو اب دیر نہ کیجے	نام آپ کا ہو خلق میں اور کام ہمارا
لِلّٰہ مددگار ہے ہر حال میں اُستاد	کر سکتی ہے کیا گردش ایام ہمارا

پہچاننا راجہ اندر کا سبز پری کو اور طلب کرنا لال دیو کو واسطے خلاصی گلفام کے

اے لال دیو اس طرف جلد آ ،	بُرا مجھکو جوگن نے دھوکا دیا
بناوٹ کی تھی ساری جلوہ گری	نہیں آدمی سبز ہے یہ پری
اُسے زر کی خواہش یہاں لائی تھی	چھڑانے گرفتار کو آئی تھی
کبھی اس کو ملنا نہ وہ گلعذار	مگر قول ہارا ہوں میں تین بار
نکال اب کنوئیں سے تو گلفام کو	حوالے کر اس نیک انجام کو

ملنا گلفام کا سبز پری کو اور گفت و شنید حال ایام فراق مابین عاشق و معشوق اور سوال سبز پری کا

قہر تھا ہجر قیامت تھی جدائی تیری	میرے خالق نے مجھے شکل دکھائی تیری

غزل شہزادی

اندر سبھا

جواب شہزادے کا

خاک ہے منہ پر ملے بال ہیں سر کے بکھرے | ہائے اس عشق نے کیا شکل بنائی تیری

سوال سبز پری سے

مجھ پہ ہوتا تھا جو کچھ ہو گیا اس کا نہیں غم | ہو گئی قید مصیبت سے رہائی تیری

جواب شہزادے کا

تو مرے گھر سے نکالی گئی تھی نوچ کے پر | راجہ تک پھر ہوئی کس طرح رسائی تیری

جواب سبز پری کا

بن کے جوگن ہوئی اندر کی سبھا میں داخل | پھر مجھے چاہ یہاں کھینچ کے لائی تیری

جواب شہزادیکا

کہہ کے راجہ سے مجھے کس نے تجھے دلوایا | دشمن جاں تھی مری جان خدائی تیری

جواب سبز پری کا

گا کے اور ناچ کے راجہ کو رجھایا میں نے | تب ملاقات میسر مجھے آئی تیری

جواب شہزادے کا

زر کی طالب ہوئی مجھ کو لیا راجہ سے	اب شرف لیگئی شاہی پہ گدائی تیری

جواب سبز پری کا

دیو کمبخت نے کس زور سے پہنچا پکڑا	ہو گئی لال نزاکت سے کلائی تیری

جواب شہزادہ کا

مرض عشق نے سارا تیرا جوبن لوٹا	آدمی صورت بخدا میں نے نہ پائی تیری

جواب سبز پری کا

قید نے کر دیا بیمار سے تجھ کو بدتر	گھر میں بھیجکے کروں گی میں دوائی تیری

جواب شہزادہ کا

پنڈلیاں سوجی ہیں تلوؤں میں چبھے ہیں کانٹے	خار دیتی ہے تجھے برہنہ پائی تیری

جواب سبز پری کا

مجھکو اندھا ہی کیا پاپوش کے صدقے میں ہوئی	جان اللہ نے گلفام بچائی تیری

جواب شہزادے کا

ہیں ترے ہاتھ لگا تو مرے پھندے میں پھنسی — میرا مطلب ہوا امید برآئی تیری

جواب سبز پری کا

یہ تمنا ہے مرے دل میں کہ اب حشر تلک — فضل اوستاد سے دیکھوں نہ جدائی تیری

مبارکباد گانا سبز پری کا گلفام سے ہم بغل ہو کر شب عیش کے ساتھ

شادی جلوہ گلفام مبارک ہووے — عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے

بعد مدت کے حسینوں کا نصیبا جاگا — فرش راحت پہ اب آرام مبارک ہووے

سرو قمری کو سزاوار ہو بلبل کو ہو گل — ہم کو یہ سرو گل اندام مبارک ہووے

پی چکے ہجر میں اب خون جگر بھر بھر کے — شربت وصل کا اب جام مبارک ہووے

تخت پر ہم کو مبارک ہو جہاں میں پھرنا — غیر کو گردش ایام مبارک ہووے

ہو چکے عشق میں بدنام بڑی مدت تک — اب زمانہ میں ہمیں نام مبارک ہووے

عجب ساتد نکلے نہ پھندے میں کبھی پھنسے طائر دل — گیسوؤں کا ہمیں دام مبارک ہووے

حوریں جنت کو مبارک ہوں فلک کو تارے — باغ کو گل ہمیں گلفام مبارک ہووے

چھینے شہزادے کو اب ہم سے نہ اے استاد — یہ امانت سحر و شام مبارک ہووے

تاریخ اندر سبھا طبع زاد مصنف

ہوئی اندر سبھا جدم مرتب	جہاں نے اسکے توصیف و ثنا کی
جنھوں نے دی صدا اللہ اللہ	ہر اک مصرعہ ہے یا قدرت خدا کی
ہوا جو یاد اس کو ہے اڑا وہ	زباں کس کس گانے پر شہ دا کی
کسی نے یاد کی لکھی کسی نے	کسی نے جستجو لا انتہا کی
ہوئی شہرت جو اس کی لکھنؤ میں	امانت سب نے خواہش جا بجا کی

زروے وجد بول اٹھے پر یزاد
خلائق میں ہے دہوم اندر سبھا کی

تمام شد

شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب بازار کشمیری لاہور

ہنس نامہ

آیا تھا کسی شہر میں اک ہنس بچارا | اک پیڑ پہ صحرا کے کیا اس نے گذارا
رہتے تھے بہت جانور اس پیڑ کے اوپر | اس نے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا
دیکھا جو اسے طائروں نے حسن میں گلرنگ | وہ ہنس ہوا سب کی نگاہوں میں پیارا
باز و لگڑ و باشہ و شاہیں ہوئے عاشق | شکروں نے بھی سو شکر سے کیا اسکا مدارا
زاغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر | سب کرنے لگے اس سے محبت کا اشارا
کچھ لال چڑے پودنے پدی نہ تھی عاشق | پدی بھی سمجھتی تھی اسے آنکھ کا تارا
جتنے تھے غرض جانور اس پیڑ کے اوپر | ان سب نے محبت میں دل اس ہنس سے ہارا
صحبت جو ہوئی ہنس کی اور جانوروں میں | اک چند ہوا خوب محبت کا گذارا
اس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے | اک روز وہ یاروں کیطرف کہہ کے پکارا
لو یارو اب ہم جاتے ہیں کل اپنے وطن کو | یہ پیڑ مبارک رہے اب تم کو تمہارا
اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک کے اڑے ہوش | بولے کہ یہ فرقت نہیں اب ہم کو گوارا
ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمہارے ہی چلینگے | یہ درد تو اب ہم سے نہ جائے گا سہارا
لٹتے ہیں شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار | پر اپنا ہوا پر جوں ہی ہنس نے مارا
سب ساتھ اڑے اسکے جو تھے یار ہواخواہ | ہر ایک نے اڑنے کے لئے پنکھ پسارا
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کوس | کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس پہ ہارا
دس کوس اڑے پر ہوئی ماندگی غالب | پھر پر میں کسی کے نہ رہا قوت یارا
کوئی رہا یاں کوئی وہاں کوئی رہگیا ناچار | کوئی اور اڑا ان میں جو تھا سب سے کرارا
چیلیں گریں کوے گرے اور باز بھی شکرے | اس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنارا

سب بیٹھ رہے ساتھ کے ساتھی جو نظر آہ
آخر کے تئیں ہنس اکیلا ہی سدھارا

تمت بالخیر

اعلان

ہماری دکان سے ہر قسم کے قرآن مجید حمائلیں۔ معرا و مترجم پنجسورے۔ سیپارے۔ وظائف و قطعات اور دیگر ہر قسم کی کتابیں اردو۔ انگریزی۔ گورمکھی۔ فارسی۔ عربی فقہ۔ طب۔ حدیث۔ تواریخ۔ اور علمی۔ ادبی۔ اخلاقی تاریخی ناول بہترین لکھائی چھپائی کے ساتھ نہایت ارزاں قیمت پر برائے فروخت موجود ہیں بیوپاریوں کو خاص رعایت دی جاتی ہے۔ ایک دفعہ مال منگا کر آزمائش کریں

المشتہر
شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب و پبلشرز اسپتالچھ لاہور

علمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام میاں فیروزالدین پرنٹر چھپ کر شیخ غلام علی سے شائع ہوا